سوال

(144) بیع سلم کا جواز

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے ملک میں بیع سلم کا رواج اس طرح ہے کہ :ایک شخص ماہ اساڑھ یا ساون میں غریب ضرورت مند کو پہلے روپے دیتا ہے اس شرط پر کہ 25 یا 27 یا 32 سیر فی مکئی کا غلہ بھادوں ماں منگر میں لے گا اور یہاں عام طور پر ماہ منگر میں عرصہ سے فی روپیہ 16 سیر غلہ مکئی کا بھاؤ ہوتا ہے اور جیٹھ میں اس کا بھاؤ چار پانچ روپے من ہوتا ہے۔ اس سال اس علاقہ پونچھ میں مکئی کا بھاؤ ماہ منگر میں ہی پانچ روپئے من ہے بیع سلم کرنے والوں نے غریب ضرورت مندوں سے فی روپیہ 25 سیر مکئی وصول کیا ہے جس سے غریب دینے والے ناراض ہیں کہ بیع سلم خوب ہوئی کہ ایک روپیہ کے تین روپے دینے پڑے رہے ہیں۔ اگر سودی سو روپے ہوتے تو زیادہ سے زیادہ ایک روپیہ کے بجائے سوا روپیہ دینا پڑتا۔ بیع سلم نام رکھ کر تین گنا وصول کیا جاتا ہے کیا ایسی بیع سلم جائز ہے؟ نیز بیع سلم کون سے شرائط ؟ اور بیع سلم کس حد تک جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بیع سلم میں ان امور کی پابندی اور رعایت ضروری ہے :

(1) مسلم فیہ (مبیع) کی تعیین اور توصیف۔ یعنی : اوصاف کا ضبط و تعین جن کے اختلاف سے ثمن پر اثر پڑے۔

(2) مسلم فیہ کی مقدار کی تعیین وزن کے اعتبار سے (اگر موزون ہے) یا پیمانہ کے اعتبار سے (اگر وہ کیلی ہے) یا گنتی و شمار سے (اگر وہ عددی ہے)

(3) مبیع کی حوالگی کے وقت یعنی : مہینے اور تاریخ کی تعیین۔

(4) مجلس بیع میں ثمن (راس المال) کا مسلم الیہ (بائع) کے حوالہ کر دینا۔

(5) حوالگی کے مقرر مہینے اور تاریخ میں مبیع عام طور پر ملتا ہو۔

(6) حوالگی کی جگہ اور مقام کی تعیین اگر مبیع کا حمل و نقل محتاج اخراجات ہو ایسی حدیث یا اثر یا فقہی قول میری نظر سے نہیں گزرا جس سے یہ معلوم ہو کہ مبیع کی حوالگی کے مقررہ وقت میں بازار یا قصبہ یا گاؤں کے اندر عام طور پر مبیع کا جو نرخ ہے اور مسلم یعنی : بائع اور رب السلم مسلم الیہ : مشتری کے درمیان جو نرخ طے ہوا ہے۔ ان دونوں نرخوں میں کس قدر تفاوت ہو تو بیع سلم جائز ہوگی اور کس قدر تفاوت ہو تو ناجائز و مکروہ ہوگی۔

شریعت نے بظاہر اس امر کو مسلم الیہ (بائع) کے اختیار تمیزی و مصلحت بینی پر چھوڑ دیا ہے کہ نفع اور نقصان دیکھ کر اور سمجھ کر کسی سے بیع سلم کا معاملہ کرے۔ کیوں کہ کوئی شخص اس کو معاملہ پر مجبور نہیں کر سکتا۔ آں حضرت ﷺ نے بیع سلم میں باوجود ایک گونہ غرر پائے جانے اس کو محض اس لئے جائز رکھا ہے کہ مسلم الیہ اپنی ضروریات پوری کر سکے اور رب السلم کو بسبہ ارزاں نرخ پر غلہ حاصل ہو جائے گا۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں:

أنّ السّلَمَ جائزٌ، ولأنّ المُثمّنَ فی البَیعِ أحدُ عِوضَیِ العَقدِ، فجازَ أن یَثبُتَ فی الذّمّۃِ، کالثّمنِ، ولأنّ بالنّاسِ حاجۃً إلیہ؛ لأنّ أربابَ الزُّرُوعِ والثّمارِ والتّجاراتِ یحتاجُونَ إلی النّفَقۃِ علی أنفُسِھم وعلیھا؛ لِتَکمُلَ، وقد تُعوِزُھمُ النّفَقۃُ، فجُوّزَ لھمُ السّلَمَ؛ لِیرتَفِقُوا، ویَرتَفِقُ المُسلِمُ بالاسترخاصِ (385/6)

لیکن شریعت کے عام مصالح و نظام کا لحاظ رکھتے ہوئے سوال میں درج شدہ صورت یعنی: نرخوں میں دوگونہ اور سہ گونہ تفاوت و فرق والی بیع سلم جیسا کہ اب رائج ہو گئی بلاشبہ ممنوع و مکروع ہے۔ کیوں کہ اس طرح ضرورت مندوں کی ضرورت و بے بسی و مجبوری سے فائدہ اٹھا کر ان کا خون چوسا جاتا ہے جو پوری یہودیت اور بنیا پن ہے۔ حکومت کا فرہ محاصل سے کسانوں کی کمر توڑی رہی ہے۔ اور یہ ساہو کار رہا سہا خون بھی چوس لیتے ہیں۔ وسعت رکھنے والے مسلمانوں کو ایسی بیع سے پرہیز کرنا چاہئے۔

حضرت علی فرماتے ہیں:

قالَ: خطبَنا عليُّ بنُ أبي طالبٍ، -أوقالَ: قالَ عليٌّ: قالَ ابنُ عیسی: ھکذا حدّثنا ھُشَیمٌ- قالَ: سیأتي علی النّاسِ زمانٌ عضوضٌ یعضُّ المُوسِرُ علی ما في یدیہِ، ولم یُؤمَرْ بذلِکَ، قالَ اللّہُ تعالی {ولا تنسَوُا الفضلَ بینکُم} [البقرۃ: 237] ویُبایعُ المُضطرّون «وقد نھی النّبيُّ صلّی اللّہُ علیہِ وسلّمَ عن بیعِ المُضطرِّ، وبیعِ الغَرَرِ، وبیعِ الثّمرۃِ قبلَ أن تُدرِکَ (ابوداود)

قال الشیخ بیع المضطر یکون من وجھین أحدھما أن یضطر إلی العقد من طریق الإکراہ علیہ فھذا فاسد لا ینعقد والوجہ الاخر أن یضطر إلی البیع لدین یرکبہ أو مؤنۃ ترھقہ فیبیع ما فی یدہ بالوکس من أجل الضرورۃ فھذا سبیلہ فی حق الدین والمروءۃ أن لا یبایع علی ھذا الوجہ وأن لا یفتات علیہ بمثلہ ولکن یعان ویقرض ویستمہل لہ إلی المیسرۃ حتی یکون لہ فی ذلک بلاغ فإن عقد البیع مع الضرورۃ علی ھذا الوجہ جاز فی الحکم ولم یفسخ وفی إسناد الحدیث رجل مجھول لا ندري من ھو، إلا أن عامۃ أھل العلم قد کرھوا البیع علی ھذا الوجہ (معالم السنن: 47/5)

مسلمان کے لئے سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ ارشاد ہے: لعن اللہ آکل الربوا وموکلہ الحدیث اور ارشاد ہے: وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (البقرہ: 257)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب البیوع

صفحہ نمبر 318

محدث فتویٰ